ابن صفی

کانن ڈائل اور آدم

ابن صفی اردو کا ایک ایسا ادیب ہے جس نے عام قاری میں مطالعے کا ذوق پیدا کیا اور عام آدمی کو اپنی نئی کتاب کے چھپ کر آنے کا انتظار سکھایا۔ اس کی کتابیں عام آدمی نے جتنی بڑی تعداد میں خرید کر پڑھیں شاید کسی اور ناول نگار یا ادیب کی کتابیں اس تعداد میں نہیں پڑھی گئیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ابن صفی سے بڑا کہانی کار اردو زبان میں ابھی پیدا نہیں ہوا۔ وہ پچھلی صدی میں پیدا ہوتا تو شاید اس کی تخلیقات پنڈت رتن ناتھ سرشار کی طرح اردو کے کلاسیکی ادب میں شمار ہوتیں۔ وہ انگلستان میں پیدا ہوتا تو شاید اس کا نام سر آرتھر کانن ڈائل کے ساتھ لیا جاتا۔ وہ شاید ایک غلط دور میں اور غلط مقام پر پیدا ہوا تھا۔ تنگ دل، قدر ناشناس اور محدود ادبی معاشرے میں پیدا ہوا تھا سو اس ادبی معاشرے میں ناقدری کا شکار ہو گیا۔

جی ہاں، اردو کا ادبی معاشرہ ایک محدود معاشرہ ہے۔ اس کا سبب اس معاشرے میں خواندگی کی انتہائی کم شرح ہے جس میں اردو بولی یا سمجھی جاتی ہے پھر اس محدود معاشرے میں مطالعے کا شوق پورا کرنے والوں کی تعداد خواندہ آبادی میں اور بھی کم ہے، وجہ معاشی بدحالی ہے۔ اس معاشرے میں خواندگی کا معیار وہ ہو جو جاپان میں ہے اور خواندہ افراد کے پاس وہ قوت خرید بھی موجود ہو جو جاپانیوں کے پاس ہے تو یہاں بھی لکھنے والے اپنے قلم سے روزی کما سکتے ہیں اور خوش حال بھی ہو سکتے ہیں۔

اس محدود ادبی معاشرے میں ابن صفی نے اس عزم کے ساتھ قدم رکھا کہ وہ قلم سے روزی کمائے گا، اپنی ادبی تخلیقات سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالے گا اور اس نے اپنا یہ دعویٰ سچ کر دکھایا۔ اس جدوجہد میں اس نے خود کو ہلاک کر ڈالا۔ اپنے دعوے کو سچ کر دکھانے کے لیے ابن صفی کو ہر ماہ دو دو ناول تخلیق کرنا پڑے ایک جاسوسی دنیا کے لیے، دوسرا عمران سیریز کے لیے۔ ہر ماہ دو دو ناول لکھنا کوئی مذاق نہیں۔

اوّل تو دو دو ناول لکھنا ہی کارِ دارد ہے پھر دو نہایت ظالمانہ پابندیوں کے ساتھ ناول لکھنا مرتے کو مارے شاہ مدار کے مصداق۔ ابن صفی کو ہر ماہ دو ناول اس پابندی کے ساتھ لکھنا پڑتے تھے کہ انہیں مقررہ صفحات کا بھی خیال رکھنا پڑتا تھا اور اس اہتمام کے ساتھ کہ یہ ناول ہر ماہ کی مقررہ تاریخ کو لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں۔ تحریر میں تخلیقی عمل سے گزرنے والے خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ قلم کار جب اس قسم کی پابندیاں اپنے اوپر نافذ کرتا ہے تو اس کی تحریریں افراط و تفریط کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن صفی کے بعض ناول محض

افسانے یا افسانچے ہیں اور بعض ناولوں میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو یوں لگتا ہے کہ ناول کو بہت عجلت اور جلدی میں "لپیٹ" دیا گیا ہے۔ تاہم ہر دو صورتوں میں پڑھنے والے کو کہیں بھی اُکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی وہ آخر تک ہر ہر سطر پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھتا چلا جاتا ہے اور ناول ختم کرنے پر ایک خوش گوار تحیّر سے سرشار ہو جاتا ہے۔

ابن صفی نے بعض موقعوں پر متذکرہ بالا دونوں پابندیوں کو توڑا بھی ہے۔ مقررہ تاریخ پر ناولوں کی اشاعت تو ان کی بیماری کی وجہ سے متاثر ہوئی لیکن مقررہ صفحات کی پابندی کو انہوں نے سلسلے وار ناول لکھ کر توڑا اور اس طرح کہ ہر ماہ ناول مقررہ صفحات تک ہی محدود رہتا لیکن "قصہ" چار اور پانچ کتابوں میں جا کر "تمام" ہوتا۔ غالباً ان کا پہلا سلسلے وار ناول "شعلوں" پر مبنی تھا۔ "پہلا شعلہ" "دوسرا شعلہ" "تیسرا شعلہ" "جہنم کا شعلہ" ان کتابوں کے نام تھے۔ ان میں سے ہر کتاب اپنی جگہ مکمل بھی ہے اور اگلی کتاب سے مربوط بھی لیکن ان میں بھی پہلی کتابیں، ماہانہ کُتب کے مقررہ صفحات کی پابند رہیں اور "جہنم کا شعلہ" غالباً خاص نمبر کے طور پر شائع ہوا۔ صفحات کی پابندی کرتے ہوئے ہر کتاب کو اپنی جگہ ایک مکمل کتاب بنانے کی وجہ سے کہیں کہیں یہ کتابیں بھی اسی افراط و تفریط سے مملو ہیں جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ ابن صفی کے ناول جہاں افراط کا شکار ہوئے ہیں وہاں انہوں نے مکالموں کے حوالے سے بعض کرداروں کو اتنی توانائی کے ساتھ پیش کیا ہے کہ وہ اردو میں کردار نگاری کی بہترین مثال بن گئے ہیں۔

اپنے ناولوں میں ابن صفی نے چند مستقل کرداروں کے علاوہ بے شمار دیگر کردار بھی تخلیق کیے جن میں منفی کردار بھی ہیں، نفسیاتی مریض بھی، مہم جو افراد بھی ہیں اور سنکی بھی۔ غرض مختلف النوع عادات و اطوار، مزاج اور رویّوں کے کردار ابن صفی نے پیش کیے ہیں اور اس مہارت و خوبی سے کہ کسی بھی کردار میں دوسرے کردار کی ہلکی سی بھی چھاپ نظر نہیں آتی۔ کوئی کردار ایک دوسرے سے خَلط مَلط نہیں ہوتا۔ ہر کردار اپنے انداز گفتگو اور اپنے عمل اور ردعمل کے اعتبار سے دوسرے سے مختلف نظر آتا ہے۔ ابن صفی کے بعض کرداروں میں فوق فطرت صلاحیتیں ہیں۔ یہ صلاحیتیں ابن صفی نے بڑی حد تک سپرمین کے اس تصور کو پوری کرنے کے لیے بخشی ہیں جو ہر دور میں ہر خاص و عام کے لیے کشش کا سبب رہی ہیں۔ امیر حمزہ اور عمرو عیار سے لے کر آئن فلیمنگ کے 007 اور ڈاکٹر نو تک اور پھر رابرٹ لڈلم کے "بورنی" تک تمام کردار کچھ ایسی ہی فوق فطرت خصوصیات سے متصف لیکن جس طرح ان تمام کرداروں سے اگر ان کی فوق فطرت صلاحیتیں نکال دی جائیں تب بھی جس طرح وہ اسی دنیا کے جیتے جاگتے مہم جو افراد نظر آتے ہیں اسی طرح ابن صفی کے وہ تمام کردار بھی جو فوق فطرت صلاحیتوں کے حامل ہیں، ان کے بغیر ایسے جیتے جاگتے افراد ہیں جو اس دنیا میں نہ کہیں نہ کہیں ہمیں ضرور نظر آتے ہیں۔ عمران، فریدی، سنگ ہی اور فنچ وغیرہ ایسے ہی کردار ہیں۔

ابن صفی نے تفریحی ادب کے کم و بیش تمام ہی شعبوں کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ اسرار و تحیّر، جاسوسی اور سراغ رسانی، مہم جوئی اور سائنسی معرکہ آرائیاں اور ہر موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ لڈلم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ناممکنات کو اپنے ناولوں کا موضوع بناتا ہے لیکن اس خوبی اور مہارت کے ساتھ کہ پڑھنے والے کو یقین آجاتا ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ ابن صفی کے کئی ناول اسی تخلیقی مہارت کا ثبوت ہیں۔

ابن صفی کے تخلیقی سفر کے دو حصے ہیں۔ سفر کا پہلا حصہ ان کی ذہنی بیماری پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ اس بیماری سے صحت یاب ہونے کے بعد ڈاکٹر دعاگو سے شروع ہو کر ان کے انتقال پر ختم ہوتا ہے۔ پڑھنے والے کو دونوں ادوار کے ناولوں میں ایک واضح فرق محسوس ہوتا ہے۔ پہلے دور کے ناولوں میں شگفتگی اور ہلکے پھلکے طنز کی جھلکیاں جابجا نظر آتی ہیں دوسرے دور میں سنجیدگی اور نشتریت کا غلبہ ہے۔ عمران اور کیپٹن حمید کے کرداروں کے توسّط سے یہ فرق زیادہ واضح طور پر سامنے آتا ہے۔

جاسوسی دنیا اور عمران سیریز کے ناول لکھنے کے علاوہ ابن صفی نے طنزیہ اور مزاحیہ مضامین بھی لکھے اور اسرار ناروی کے نام سے سنجیدہ شاعری بھی کی۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اردو کے عام خواندہ افراد میں پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ اردو قارئین کی تعداد میں وہ اضافہ کیا جن کے ذوق مطالعہ کو پورا کرنے کے لیے تفریحی ادب پر مبنی ان رسالوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا جنہیں "ڈائجسٹ" کہا جاتا ہے۔ اس سوال پر غور کرنا ہوگا کہ اگر ابن صفی قارئین کا یہ حلقہ پیدا نہ کرتے تو کیا آج یہ ڈائجسٹ اسی آب و تاب سے شائع ہو رہے ہوتے۔

افسوس یہ ہے کہ اردو کے تفریحی ادب میں ابن صفی کے اس مقام کا اعتراف نہیں کیا گیا جس طرح انگریزی ادب میں سر آرتھر کائن ڈائل کے مقام کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ منشی تیرتھ رام کے ترجموں کا ذکر تو اردو ادب کی تاریخ میں بڑے احترام سے کیا جاتا ہے جبکہ انہوں نے ترجموں کے لیے صرف انگریزی کے تفریحی ادب ہی کو درخورِ اعتنا سمجھا تھا لیکن ابن صفی کا تذکرہ نہیں ملتا۔ یہ قدر ناشناسی نہیں تو اور کیا ہے۔

☐
☐